41682-اسلحہ کے زور پر چوری اور دست درازی کرنے والے کا حکم

سوال

جو گروپ یا افراد اسلحہ کے زور پر چوری کرتے ہیں اور عورتوں کو اغواء کر کے عزت لوٹتے ہیں ان کا حکم کیا ہے، آیا یہ اسلحہ سے دھمکانے میں شامل ہوتا ہے ؟

پسندیدہ جواب

ایسے جرائم بعض وہ افراد کرتے ہیں جن
کا کوئی دین نہیں ہوتا، شریعت مطہرہ نے اس کی سزا بہت سخت رکھی ہے جو علماء کے ہاں
"حد الحرابہ یا ڈاکوؤں کی حد" کے نام سے معروف ہے، اور یہ حد اللہ سبحانہ و تعالی
کے درج ذیل فرمان میں بیان کی گئی ہے :

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے :

.{نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ
اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش
کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر
ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے
دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا}۔المآئدۃ (33).

حرمین الشریفین کی کبار علماء کمیٹی
نے شیخ عبد العزیز بن باز رحمہ اللہ کی صدارت میں ان جرائم کے متعلق ایک فیصلہ کیا
ہے جس میں درج ہے :

"کمیٹی نے پانچوں ضروریات یعنی دین،
جان و مال اور عزت و عقل کی حفاظت کے وجوب اور اس کے اسباب کو صحیح سالم رکھنے کا
خیال کرنے کے متعلق علماء کرام نے جو شرعی احکام بیان کیے ہیں اس کا مطالعہ کرنے کے
بعد ان خطرات کا اندازہ کیا ہے جو مسلمانوں کی عزت و نفس یا ان کے اموال پر زیادتی،
یا ملک میں امن و امان کی صورت حال کو تہ و بالا کرنے کا باعث بننے والے جرائم سے
جنم لیتے ہیں.

اور اللہ سبحانہ وتعالی نے لوگوں کے
دین ومال اور اور ان کی جان وروح اور عزت وعقل کو محفوظ بنانے کے لیے وہ قوانین
اور حدود اور سزائیں متعین کی ہیں جن کی بنا ہر خاص وعام کو امن وامان حاصل ہوتا
ہے، اور آیت حرابہ کے حکم اور مقتضی اور محاربین یعنی فسادیوں اور ڈاکوؤں پر رسول
کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق حد کی تنفیذ امن وامان اور اطمنان کی
کفیل ہے، اور مسلمانوں کی عزت ومال کے خلاف زیادتی جیسے جرائم کا ارادہ کرنے والے
شخص کو اس سے باز رکھنے کی ضامن ہے.

کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی فرماتا
ہے :

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

**.{نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ
اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش
کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر
ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے
دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا}**.المآئدۃ (33).

اور صحیحین یعنی بخاری ومسلم شریف
میں انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ عکل قبیلہ سے کچھ لوگ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آئے، اور وہ صفہ میں رہتے تھے تو انہیں مدینہ کی آب وہوا موافق
نہ آئی اور وہ بیمار ہو گئے تو کہنے لگے :

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم ہمارے لیے دودھ منگوائیں تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

"میرے پاس اس کے متعلق تو تمہارے
لیے یہی ہو سکتا ہے کہ تم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اونٹوں کے پاس چلے
جاؤ، تو وہ وہاں چلے گئے اور ان کا دودھ اور پیشاب پیا حتی کہ صحت یاب ہو کر موٹے
ہو گئے تو چرواہوں کو قتل کر کے اونٹ ہانک کر چلتے بنے، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس اس کی خبر پہنچی تو انہوں نے ان کے پیچھے آدمی روانہ کیے، ابھی دن بھی
نہ چڑھا کہ انہیں پکڑ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا.

چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے لوہے کی سلاخیں گرم کرنے کا حکم دیا اور گرم کرکے ان کی آنکھوں میں پھیری گئی،
اور ان کی ٹانگوں اور ہاتھوں کو کاٹ دیا گیا، اور داغ لگا کر ان کا خون نہ بند کیا
گیا پھر انہیں صحراء میں پھینک دیا گیا، وہ پانی مانگتے تو انہیں پانی نہیں دیا
جاتا تھا، حتی کہ وہ ہلاک ہو گئے "

ابو قلابہ کہتے ہیں انہوں نے چوری
کیا اور قتل بھی کیا، اور اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ بھی کی.

مندرجہ بالا سطور میں جو کچھ بیان
ہوا ہے اس کی بنا پر کمیٹی درج ذیل امور کا فیصلہ کرتی ہے :

ا۔ بطور تکبر سب کے سامنے علانیہ
طور پر اغوا اور مسلمانوں کی حرمت و عزت و ناموس پامال کرنے کے جرائم محاربہ اور
زمین میں فساد جیسے جرائم میں شمار ہوتے ہیں، جس کی بنا پر اس سزا کا مستحق ٹھرا
جاتا ہے جسے اللہ تعالی نے سورۃ المآئدۃ کی آیت محاربہ میں بیان کیا ہے.

چاہے یہ جرم کسی کی جان پر ہو یا مال
یا عزت پر ڈاکہ ڈالا جائے، یا راہ میں خوف پیدا کیا جائے اور ڈاکہ ڈالا جائے یہ سب
کچھ برابر ہے، اور اس کا بستی یا شہر یا صحراء میں ارتکاب کیا جانا سب برابر ہے، اس
میں کوئی فرق نہیں، جیسا کہ علماء رحمہم اللہ کی رائے میں راجح یہی ہے.

ابن العربی رحمہ اللہ اپنے قاضی ہونے
کے وقت مقدمات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں :

"میرے پاس کچھ ایسے لوگ لائے گئے جو
زمین میں فساد مچاتے اور ڈاکے ڈالتے تھی (یعنی محاربین میں سے تھے) وہ ایک جگہ
ڈاکہ ڈالنے گئے تو وہاں سے انہوں نے مسلمانوں اور خاوند کے سامنے ایک عورت کو
زبردستی اٹھا لیا.

چنانچہ انہیں کوشش کرکے پکڑ لیا گیا
اور میرے پاس لایا گیا تو میں نے ان میں سے ایک شخص جس کے ساتھ اللہ نے مجھے آزمائش

میں ڈالا تھا سے سوال کیا تو وہ کہنے لگے کہ ہم محاربین تو نہیں! کیونکہ محاربہ تو
مال چھیننا ہے، نہ کہ فرج اور عزت پر ڈاکہ ڈالنا!

تو میں نے انا للہ وانا الیہ راجعون
پڑھتے ہوئے کہا! کیا تمہیں علم نہیں کہ کسی عورت کی عزت لوٹنی تو مال میں ڈاکہ
ڈالنے سے بھی زیادہ فحش اور گندا کام ہے؟! اور سب لوگ یہ چاہیں گے کہ تم ان سامنے
سے ان کا مال چھین کر لے جاؤ، لیکن کوئی بھی شخص یہ نہیں چاہتا کہ اس کی بیوی اور
بیٹی کو کچھ کہا جائے، اگر اللہ تعالی کے فرمان سے بھی کوئی زیادہ سزا ہوتی تو عزت
لوٹنے والوں کو وہ سزا دی جاتی. انتہی.

ب کمیٹی کی رائے یہ ہے کہ اللہ
سبحانہ وتعالی کے درج ذیل فرمان :

**.{نہیں سوائے اس بات کے کہ جو لوگ
اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف جنگ کرتے ہیں، اور زمین میں فساد مچانے کی کوشش
کرتے ہیں انہیں یا تو قتل کر دیا جائے، یا پھر انہیں سولی پر چڑھا دیا جائے، یا پھر
ان کے الٹ ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیے جائیں، یا انہیں جلاوطن کر دیا جائے، یہ ان کے لیے
دنیا میں ذلت ہے، اور انہیں آخرت میں بہت زیادہ عذاب ہو گا}.** المآئدۃ(33).

میں "او" تخییر کے لیے ہے، جیسا کہ
آیت کریمہ سے ظاہر ہو رہا ہے، اور اہل علم رحمہم اللہ میں سے اکثر محققین کا بھی
یہی قول ہے.

ج کمیٹی کی اکثر رائے یہی ہے کہ
حکمران کے جج اور قاضی جرم کی نوعیت اور اس کے حکم کو ثابت کریں، اور جب ان کے ہاں
یہ ثابت ہو جائے کہ یہ اللہ تعالی اور اس کے رسول کے خلاف محاربہ اور جنگ اور زمین
میں فتنہ و فساد مچانے کی کوشش و سعی ہے، تو پھر انہیں قتل یا سولی چڑھانے، یا الٹ
ہاتھ پاؤں کاٹنے، یا جلاوطن کرنے میں سے اپنے اجتہاد کے مطابق کسی بھی حکم کو
اختیار کرنے کا اختیار حاصل ہے.

اس میں انہیں مجرم کے واقع اور جرم
کی حالت اور معاشرے پر اس کی اثراندازی، اور اسلام اور مسلمانوں کے لیے حاصل ہونے
والی مصلحت کا خیال رکھنا ہو.

لیکن اگر محارب شخص نے قتل بھی کیا
ہو تو پھر اسے حتمی طور پر قتل کرنا ہوگا، جیسا کہ ابن العربی مالکی نے بطور اجماع
بیان کیا ہے، اور حنابلہ میں سے الانصاف کے مصنف نے کہا ہے کہ : " اس میں کوئی نزاع
واختلاف نہیں " انتہی.

ماخوذ از : کبار علماء کرام کمیٹی کی
بحث بعنوان : الحکم فی السطو والاختلاف المسکرات صفحہ نمبر (192–194).

واللہ اعلم.